سورۃ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے وہ گُر بیان کئے ہیں جن سے کمیونزم اور کیپٹلزم کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے

(فرمودہ 10 /جون 1955ء بمقام زیورچ)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"میں کئی جمعوں سے سورۂ فاتحہ کے متعلق یہ بیان کر رہا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے وہ گُر بیان کئے ہیں جن سے کیپٹلزم اور کمیونزم کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ آج بھی اِس سلسلہ میں ایک کڑی میں نے بیان کرنی تھی۔ لیکن بوجہ اِس کے کہ ہم سفر کی تیاری کر رہے ہیں طبیعت میں کچھ پریشانی سی ہے۔ اس لئے وہ سارے پہلو جو میں بیان کرنا چاہتا تھا بیان نہیں کرتا۔ صرف مختصراً کچھ کہہ دیتا ہوں۔

آج مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ [1] والا حصہ ہے۔ دنیا میں حکومت کی بڑی غرض یہی سمجھی جاتی ہے کہ وہ ہنگامی حالات (Emergencies) میں کام آئے۔ عام حالات میں افراد خود اپنا انتظام کر لیتے ہیں۔ حکومت کا کام یہی ہوتا ہے کہ جب ایک جتھا اور گروہ یا ایک قوم کوئی شرارت کرے۔ تو اس وقت اس کو سنبھال لے۔ لیکن عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ حکومت ایسے کام سے عہدہ برآ نہیں ہوتی۔ مثلاً 1953ء میں ہی دیکھو کہ احمدیوں کے خلاف شورش ہوئی۔ انکوائری کمیشن

کے سامنے جب رپورٹیں آئیں تو ہمیں یہ معلوم ہوا کہ بعض افسر جن پر ہم بدظنی کر رہے تھے انہوں نے نبض کو پہچانا تھا اور وقت پر گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی۔ اور بعض افسر جن پر ہم حسن ظنی کر رہے تھے اُن کے متعلق معلوم ہوا کہ انہوں نے ذمہ داری کو نہیں سمجھا اور وقت پر اُس کے تدارک کی فکر نہیں کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں یہ بیان کیا ہے کہ الٰہی حکومت جو اَلْحَمْدُ کی مستحق ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہوتی ہے۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں لیکن میں ایک پہلو کو لیتا ہوں يَوْمِ الدِّيْنِ کے لفظی معنی تو جزا سزا کے وقت کے مالک کے ہیں۔ لیکن اصل مطلب یہ ہے کہ قومی یا مجموعی خرابی یا مجموعی طور پر اچھے کام کی جزا۔ اور فیصلہ کے وقت انفرادی واقعات تو ہوتے ہی رہتے ہیں ان کے روکنے یا ان کی جزا دینے سے نہ گورنمنٹ ڈرتی ہے نہ اس پر ان کا کوئی بوجھ ہوتا ہے۔ اصل میں قومی واقعات ہی ایسے آتے ہیں جنہیں يَوْمِ الدِّيْنِ کہنا چاہیے ایسے وقت بعض دفعہ گورنمنٹ ڈر جاتی ہے کہ پبلک ہم سے کل پوچھے گی یا بعض دفعہ وہ جزا دینے سے کوتاہی کر جاتی ہے۔ کیونکہ جزا اس کی طاقت سے بڑھ جاتی ہے ۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔

دنیوی حکومتیں جزا سزا کے دن کی جج تو ہوتی ہیں مالک نہیں ہوتیں۔ خدا تعالیٰ جب جزا سزا دیتا ہے تو اُسے کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ وہ مجبور نہیں ہوتا کہ کسی کو جزا دے یا سزا دے۔ لیکن ایک جج ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عام عقل یہ کہتی ہے کہ کوئی قوم جو مجرم ہو وہ کسی وقت پکڑی جاتی ہے۔ تو کل کو وہ پھر شرارت کرے گی۔ جب مکّہ فتح ہوا تو رسول کریم ﷺ نے اپنے دشمنوں کو یہ کہہ کر معاف کر دیا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ [2] اب یہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ والا سلوک ایک جج نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عام عقل یہ کہتی ہے کہ کوئی قوم جو مجرم ہو جب وہ کسی وقت پکڑی جائے تو اُسے سزا دینی چاہیے۔ وگرنہ کل وہ پھر شرارت کرے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تو مالک ہیں۔ دنیوی حکومتیں اس لئے مجبور ہیں کہ اول تو وہ مالک نہیں۔ دوسرے انہیں پتا نہیں ہوتا کہ کل کو کیا ہو جائے گا۔ اگر آج عفو کر دیا تو ممکن ہے کل شرارت ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم مالک ہیں آج کے دن کے بھی اور جب کل آئے گا تو ہم مالک ہیں کل کے دن کے بھی۔ ہمیں یہ ڈر

نہیں کہ کل کو یہ لوگ اپنی شرارت میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب مکّہ فتح ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں سے فرمایا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ ظاہری عقل نے کہا کہ آپ نے بڑی نادانی کی ہے۔ وہ قوم جو تیرہ سال سے تکالیف دے رہی تھی اور جس کی شرارتیں متواتر چلی آرہی تھیں آج وہ اتفاقاً قابو آ گئی ہے اور یہ اُسے معاف کر رہے ہیں۔ کل کو اگر پھر انہوں نے شرارت کی تو پھر کیا ہوگا۔ چنانچہ عملی نمونہ بھی خدا تعالیٰ نے دکھا دیا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہلانے والا بھی مالک تھا۔ اس لئے جو خرابیاں اس کے نتیجہ میں عقلی طور پر پیدا ہوسکتی تھیں وہ بھی پیدا نہ ہوئیں۔ چنانچہ بعد میں مکہ والوں کی طرف سے پھر شرارتیں ہوئیں اور مسلمان ایسی جگہ پر پھنس گئے کہ ان کا نکلنا مشکل ہو گیا۔ مکہ کے لوگ شدید دشمن ہو گئے۔ ابوسفیان (یہ ایک اور شخص ہے جو مکہ کا رئیس تھا) بیان کرتے ہیں کہ میں ہر وقت یہ سوچتا رہتا تھا کہ کوئی موقع پیش آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے مل گئے تو میں نے کہا اب میرا موقع آیا ہے اب میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ لیکن جب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آیا تو آپ نے فرمایا کہ اَور آگے آؤ۔ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے دل کو صاف کرے اور تمہارے سینہ سے تمام بغض اور کدورتیں نکال دے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوگئی حالانکہ میں گھر سے اِس نیت سے نکلا تھا کہ موقع مل جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں گا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمانے سے ایک طوفان تھا جو میرے دل میں اٹھا اور میں نے اسلام قبول کر لیا3۔

اب دیکھو لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہلوانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ مگر کہلوانے والا کہتا ہے کہ ہم آج بھی مالک ہیں اور کل بھی مالک ہیں۔ اگر پھر یہ قوم شرارت کرے گی تو تب بھی ہمارے ہاتھ سے تو نہیں نکل گئی۔ بعض دفعہ چور مارتے ہیں تو پیچھے سے پولیس گولی چلا دیتی ہے اور بعض لوگ مارے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ موت کے قائل نہیں ہوتے گولی صرف اِس لئے پولیس چلاتی ہے کہ وہ بچ کر نہ نکل جائیں اور ملک والے اُس کے خلاف شورش نہ کر دیں۔ اور یہ نامناسب ہے۔ لیکن اگر پولیس بھی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی قائم مقام ہوتی تو کہتی کیا ہے کل کو وہ پکڑے جائیں گے۔ پھر وہ گولی نہ چلاتی۔ تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہلوایا

اور محمد رسول اللہ ﷺ کی جان کو ظاہری عقل کے ماتحت خطرہ میں ڈلوا دیا کہ اتنی لمبی لڑائی کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ غالب ہوئے ، فاتح ہوئے ۔ دشمن کی قوم کو شکست پہنچی ، گردنیں نیچی ہو گئیں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے وہ لوگ ذلیل ہو گئے اور دلوں میں بُغض پیدا ہوا کہ اب اگر یہ قابو آ جائیں تو پھر تو نہیں چھوڑیں گے ۔ اور آ گئے قابو ۔ یہ بھی نہیں کہ قابو نہ آئے تو پھر بھی کہتے کہ اتفاق حسنہ ایسا ہوا کہ قابو نہیں آئے ۔ مگر باوجود قابو آنے کے پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ نے چھوڑ دیا اور لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے حکم کو جائز قرار دے دیا اور ہم نے جو مالکیت کے لحاظ سے معاف اور رحم کیا تھا اس کے جو بد اثرات پیدا ہو سکتے تھے ان کا بھی ہم نے ازالہ کر دیا ۔

یہی اگر دنیوی حکومتیں کریں کہ بعض دفعہ مثلاً نادر شاہ جب دلّی میں آیا تو اُس نے قتلِ عام کا حکم دے دیا ۔ ہندوستان کی حکومت اگر انگریز کے ہاتھ سے نکلی تو سب سے بڑی ذمہ داری جنرل ڈائر پر تھی ۔ اگر جنرل ڈائر (DYER) کا جلیانوالہ باغ کا واقعہ نہ ہوتا تو ہندوستان سے شاید اتنی جلدی انگریز نہ نکل سکتے تھے ۔ اس نے تمام ہندوستان کے دلوں میں انگریز کے خلاف اتنا بُغض بھر دیا کہ اس کی کوئی حد نہیں تھی ۔ اگر جنرل ڈائر بھی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی حیثیت میں ہوتا ۔ لیکن وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی حیثیت میں نہیں تھا ۔ وہ تو ماتحت تھا اور سمجھتا تھا کہ اگر میں نے ان کے ساتھ کوئی عفو کیا اور کل کو انہوں نے کوئی شرارت کی تو گورنمنٹ مجھے پکڑے گی ۔ اگر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی حیثیت میں ہوتا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے سلوک کروایا تھا وہ سلوک کرتا ۔ اور اس سختی کے وقت میں بھی ہندوستانیوں سے اتنی ذلت کا سلوک نہ کرتا تو ان کے دل میں وہ بُغض پیدا نہ ہوتا جس کے نتیجہ میں ہندوستان انگریز کے ہاتھوں سے بھی نکل گیا ۔

تو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں بتایا کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے ۔ جس سے اَلْحَمْدُ حاصل ہوتی ہے ۔ اگر کوئی حکومت مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بن کر رہے ۔ جس طرح خدا تعالیٰ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بن کر حکومت کرتا ہے تو پھر عوام الناس میں اور پبلک میں اور اردگرد کے لوگوں میں بُغض کبھی نہیں پیدا ہو سکتا ۔ بلکہ تعریف ہی ہوتی ہے کہ بڑے اچھے ہیں ۔ تو فرماتا ہے کہ اَلْحَمْدُ حاصل ہوتی ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے ۔ جو مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

نہیں اسے اَلْحَمْدُ نہیں ملتی۔ جو رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نہیں اسے اَلْحَمْدُ نہیں ملتی۔ جو رحمان نہیں اُسے اَلْحَمْدُ نہیں ملتی۔ جو رحیم نہیں اسے اَلْحَمْدُ نہیں ملتی۔ اَلْحَمْدُ تبھی ملتی ہے جبکہ وہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کی صفت کا مظہر ہو۔ رحمانیت کا مظہر ہو، رحیمیت کا مظہر ہو اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا مظہر ہو۔

پھر آگے کچھ اور مضمون ہیں خود اس کے اندر بھی اور پہلو ہیں۔ مگر آج جانے کی وجہ سے طبیعت میں کمزوری اور پریشانی ہے۔ میں اگر زیادہ کام کی طرف متوجہ رہوں تو طبیعت پریشان ہو جاتی ہے اس لیے اس کو چھوڑتا ہوں۔"

(الفضل 30 /جون 1955ء)

1: الفاتحة : 4

2: السيرة الحلبية جلد3 صفحه89 مطبوعه مصر 1935ء

3: السيرة الحلبية جلد3 صفحہ 128,127 مطبوعہ مصر 1935ء

4: جنرل ڈائر: (REGINALD EDWARD HARRY DYER) برطانوی جرنیل جس نے امرتسر میں قتل عام کرایا۔ پیدائش 9 /اکتوبر 1864ء مری (پاکستان) انتقال 23 جولائی 1927ء برسٹل (انگلینڈ) اس کا باپ ایک اعلیٰ حکومتی عہدیدار تھا۔ ڈائر نے 1885ء میں WEST SURREY کی رجمنٹ میں کمیشن حاصل کیا۔ یہاں سے اسے انڈین آرمی میں بھیج دیا گیا۔ اس نے 87-1886 کی برما مہم میں حصہ لیا۔ 1902-1901ء میں وزیرستان کے محاصرے اور مہم میں اہم کردار ادا کیا۔ پہلی جنگ عظیم میں اسے مشرقی فارس کی کمان دی گئی۔ 13 اپریل 1919ء کو جب جلیانوالہ باغ امرتسر کا سانحہ پیش آیا تو ڈائر جالندھر کا بریگیڈ کمانڈر تھا۔ 13 /اپریل 1919ء کو امرتسر کے شہری (مسلم، ہندو، سکھ) اپنے راہنماؤں کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کیلئے جلیانوالہ باغ میں جمع ہوئے لوگ تقاریر سن رہے تھے کہ جنرل ڈائر 50 انگریز اور 100 ہندوستانی فوجیوں کے ساتھ باغ میں داخل ہوا اور گولی چلانے کا حکم دیا جس سے 379 افراد ہلاک اور 1200 زخمی ہوئے۔ اسے بعد ازاں جنرل بنا کر برطانیہ بھیجا گیا اس قتل عام کا سبب رولٹ ایکٹ کے خلاف بغاوت تھی۔

(عالمی شخصیات۔ انسائیکلو پیڈیا صفحہ 659-658 مطبوعہ لاہور 2014ء)